بخش اردو

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر نگہت فاطمہ
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی،
مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی،
لکھنؤ کیمپس لکھنو

مصحفی اوران کا تذکرہ عقد ثریا

اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں جہاں ملکی سیاست میں انتشار پھیلا ہوا تھا، وہیں سماجی نظام بھی اثرانداز ہورہا تھا۔ مغلیہ سلطنت وحکومت تنزل کا شکار تھی۔ یہ دور اردو زبان کی ترقی وفروغ کا ممتاز دور تھا۔ اگرچہ فارسی کا رواج عام تھا، مکتبوں اور مدرسوں میں فارسی کی تعلیم جاری تھی۔ عوام وخواص میں فارسی زبان کے لئے قدر ومنزلت بدستور قائم تھی۔ فارسی زبان کا پڑھنا علم وفضل ہی کے لئے ہی نہیں بلکہ تہذیب و شائستگی کے لئے بھی لازم خیال کیا جاتا تھا۔

مغل سلطنت کے اس آخری دور میں متعدد ریاستوں میں آزاد حکومتیں قائم ہوئیں۔ نہ صرف دہلی دربار بلکہ مختلف ریاستوں اور علاقوں میں متعدد دربار وجود میں آگئے تھے اوران درباروں کے مسلم اور غیر مسلم حکمرانوں نے فارسی زبان وادب کی سرپرستی کی۔ دہلی کے علاوہ رامپور، اودھ، حیدرآباد، بھوپال، ٹونک، ملتان، لاہور اور کرناٹک وغیرہ ایسی ریاستیں تھیں جہاں فارسی شعراء، ادباء اور مصنفین کی سرپرستی کی جارہی تھی۔ اردو زبان کے ساتھ فارسی زبان کی مقبولیت عام تھی اورلوگ فارسی شعروسخن کے دلدادہ تھے۔ جس کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ وہ تذکرے جو اردو شعراء کے ہیں، فارسی زبان میں

لکھے گئے۔ اس دور کے فارسی ادب کا شاید ہی ایسا کوئی پہلو ہو جس پر اس دور کے شعراء اور ادباء نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔ نہ صرف شعر و نظم بلکہ نثر کی مختلف اصناف میں گرانقدر تصانیف عمل میں آئیں، مصحفی کا تذکرہ 'عقد ثریا' بھی انہی تصانیف میں سے ایک ہے۔

نام غلام ہمدانی، والد کا نام علی محمد اور دادا کا نام درویش محمد، تخلص مصحفی تھا۔ آبائی وطن امروہہ کے قریب شمال میں اکبر پور پٹی نام کا ایک گاؤں ہے جو شیخ پور اور منجھاولی کے درمیان واقع ہے۔ (شیخ پور اب شیخو پورہ کے نام سے مشہور ہے اور منجھاولی کو منجھولی کہا جاتا ہے) مصحفی اسی گاؤں میں ۱۱۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ (۱) وہاں سے ان کا خاندان امروہہ آ کر آباد ہو گیا۔ میر حسن تذکرہ شعرائے اردو میں لکھتے ہیں کہ ''از نجبای امروہہ، مولدش اکبرپور کہ قصبہ ایست متصل دہلی...'' (۲)

مصحفی کے بزرگوں کا ذریعۂ معاش بادشاہ کے یہاں نوکری سے قائم تھا۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں:

''بزرگانش نوکری خانۂ بادشاہ کردہ اند۔''(۳) مصحفی کی ابتدائی تعلیم امروہہ میں ایک مکتب میں ہوئی جس کا اشارہ انہوں نے تذکرہ ہندی میں سید محمد زمانؔ کے حالات بیان کرتے وقت کیا ہے۔ اسی ضمن میں اپنے استاد کا بھی ذکر کیا ہے لیکن نام نہیں لکھا۔

''فقیر ہمراہ استاد خود روزی در عالم مکتب نشینی و ابتدای شوق موزونی بہ صحبت ایشان رسیدہ بود۔''(۴)

لیکن ان کی اصل تعلیم دہلی میں ہوئی۔ جیسا کہ ریاض الفصحا میں لکھتے ہیں کہ فارسی نظم و

Scanned with CamScanner

نثر کی تعلیم تیس سال کی عمر تک شاہجہاں آباد میں اچھی طرح سے مکمل کر لی تھی۔ عربی اور ریاضی مولوی حسن خواجہ تاش کے شاگرد مولوی مستقیم گوپاموی سے پڑھی۔ مولوی مظہر علی جو صرف و نحو میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، سے قانونچہ کا علم حاصل کیا (۵) مولوی نیاز احمد تخلص نیازؔ سے کچھ روز میزان پڑھی۔

"مولوی نیاز احمد نیازؔ تخلص که بنده در ایام طالب علمی شان عالم وجاهت ایشان را دیده بلك چند روز میزان هم از ایشان در شاهجهان آباد خوانده بود۔"(۶)

مصحفی ۱۱۸۴ھ/۱۷۷۱ء میں امروہہ سے آنولہ اور پھر ٹانڈہ پہنچے۔ ٹانڈہ میں انہوں نے نواب محمد یار خان امیرؔ کی شان میں قصیدہ کہا۔ ایک سال بعد مصحفی لکھنؤ پہنچے۔ اس وقت نواب شجاع الدولہ کا زمانہ تھا۔ سال بھر ہی وہاں رہے اور ۱۱۸۶ء میں دہلی چلے گئے۔ میر حسن کے مطابق مصحفی اپنی ضروریات چھوٹی موٹی تجارت کے ذریعہ پوری کرتے تھے:

"در شاهجهان آباد به پیشهٔ تجارت به بسر می برد۔"(۷)

مصحفی خود تذکرہ ہندی میں لکھتے ہیں کہ وہ تلاش معاش کے لئے کسی کے دروازے پر نہیں گئے۔

"دوازده سال در شاهجهان آباد به دور نواب نجف خان مرحوم بگوشهٔ عزلت گزیده... و هرگز برای تلاش معاش در آن حشر اجساد امورات بر در کس نرفته..."(۸)

اس دوران دہلی میں لگاتار مشاعروں میں شرکت کرتے رہے اور اپنے گھر بھی

مشاعروں کی محافل آراستہ کرتے رہے۔ مصحفی نے ان شعراء مثلاً ثناؤاللہ خان فراقؔ (۹)، عنایت اللہ مشتاقؔ (۱۰)، میاں نصیرؔ (۱۱)، میاں عسکری نالاںؔ (۱۲)، مرزا محمد ہاتفؔ (۱۳) وغیرہ کا ذکر کیا ہے جو شاہجہاں آباد میں ان کے ساتھ مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔

۱۱۹۸ھ میں مصحفی دہلی سے لکھنؤ چلے گئے۔ تذکرہ عقد ثریا میں محمد حیات بیتابؔ کے ذکر میں انہوں نے اس سفر کی تفصیلات بیان کی ہیں (۱۴)۔ لکھنؤ میں کچھ عرصہ لالا کانجی مل صباؔ کے گھر قیام رہا (۱۵)۔ پھر تقریباً چار سال مرزا زین العابدین خان عرف مرزا مینڈھو سرسبزؔ کی رفاقت میں رہے (۱۶)۔

۱۲۸۷۔۱۲۸۸ھ میں مرزا سلیمان شکوہ بن شاہ عالم دوم کے دربار میں میر انشاء اللہ خان انشاؔء کی وساطت سے باریابی حاصل کی۔ مصحفی تذکرہ ریاض الفصحا، جس کا سنہ اختتام ۱۲۳۹ھ ہے، اپنے احوال بیان کرتے وقت لکھتے ہیں کہ اس وقت میری عمر اسّی (۸۰) سال کے قریب ہے۔ اب دنیا سے دل اچاٹ ہو گیا ہے۔ یادِ الٰہی میں مصروف رہنے اور نماز و روزہ کے سوا طبعیت اب کسی چیز کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:

"سنہ عمرم تا الی الیوم قریب بہ ہشتاد رسیدہ باشد۔ اکنون دل از دنیا بر کندہ جز یاد الٰہی و مصروف بودن بہ نماز و روزہ چیزی دیگر نمی خواہد۔ او سبحانہ عاقبت بخیر کناد۔" (۱۷)

تذکرہ گل رعنا کے مطابق مصحفی نے ۷۶ برس کی عمر پا کر ۱۲۴۰ھ میں انتقال کیا۔ (۱۸) تذکرہ نتائج الافکار (۱۹) اور تذکرہ شمع انجمن (۲۰) میں مصحفی کی تاریخ وفات ۱۲۴۰ھ

Scanned with CamScanner

درج ہے۔ مولانا محمد حسین آزاد بھی ۱۲۴۰ھ پر متفق ہیں۔(۲۱) شیفتہ لکھتے ہیں کہ ''آج اس کو (= مصحفی) وفات پائے دس سال ہو گئے۔(۲۲) شیفتہ کا تذکرہ گلشن بیخار ۱۲۵۰ھ میں لکھا گیا۔ اس حساب سے اس کا سال وفات ۱۲۴۰ھ درست معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹر نورالحسن نقوی لکھتے ہیں کہ مصحفی کی رہائش لکھنؤ کے محلہ کلیتا ٹولے میں تھی۔ وہیں وفات پائی لیکن قبرستان کی نشاندہی نہیں کی جا سکی۔(۲۳)

تصانیف: مصحفی اردو اور فارسی کے پرگو شاعر تھے۔ ان کو پڑھنے کا اس قدر شوق اور کتب بینی کا اتنا زیادہ ذوق تھا کہ کتابیں عاریتاً لے کر پڑھتے تھے۔ ان کے اس ذوق وشوق کا یہ واقعہ آب حیات میں نقل ہے:

''لکنھؤ میں ایک شخص کے پاس کلیات نظیری تھی۔ اس زمانے میں کتاب کی بہت قدر و قیمت تھی۔ کتاب کا مالک اس کی نایابی کے سبب کسی کو عاریتاً بھی نہیں دیتا تھا۔ وہ مصحفی سے اتنی بات پر راضی ہوا کہ خود آ کر ایک جزو لے جایا کرو۔ وہ دیکھ کر واپس کر کے اور لے جایا کرو۔ مصحفی کا گھر شہر کے ایک کنارے پر تھا اور اس شخص کا گھر دوسرے کنارے پر۔ چنانچہ مصحفی کا معمول تھا کہ ایک دن چھوڑ کر وہاں جاتے اور جزو بدل کر لے آتے۔ ایک دفعہ جب وہاں سے لاتے تو پڑھتے آتے۔ گھر پر آ کر نقل یا خلاصہ کرتے اور جاتے ہوئے پھر پڑھتے جاتے''۔(۲۴)

مصحفی نے اپنے پہلے تذکرہ ہندی جس کا سال اختتام ۱۲۰۹ھ ہے، کے مکمل ہونے تک دو دیوان فارسی میں اور تین اردو کے تیار کر لئے تھے۔ انہوں نے تصانیف اس تفصیل سے بیان کی ہیں:

''... در این مدت تصنیف و تالیف کرده این است که دو دیوان

Scanned with CamScanner

فارسی و ہندی و یک دو جزو شاہنامه تا نسب نامۂ حضرت شاه عالم بہادر و یک دیوان ہندی که در شاہجہان آباد گفته معه مسودۂ دیوان فارسی اول که زبان آن بطور جلال اسیر و ناصر علی بود به دزدی رفته... "(۲۵)

ریاض الفصحا میں عروض پر ایک رسالہ 'خلاصۃ العروض' اور دیگر کتاب 'مفید الشعراء' کا ذکر ملتا ہے۔(۲۶) اسی تذکرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً نصف دیوان عربی غزلیات اور قصائد کا تھا جو کہ بارش کی نذر ہو گیا۔ تذکرہ گلشن بیخار (۲۷) اور طبقات شعرائے ہند (۲۸) میں چھ اردو دواوین کا ذکر ہے۔ آب حیات میں ساتویں اور آٹھویں دیوان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔(۲۹)

مصحفی کا تذکرہ عقد ثریا ایران و ہندوستان کے فارسی گو شعراء کا تذکرہ ہے جس میں محمد شاہ فردوس آرامگاہ (حکومت: ۱۱۳۱ھ/۱۷۱۹ء۔۱۱۶۱ھ/۱۷۴۸ء) سے لے کر شاہ عالم بادشاہ (حکومت: ۱۱۷۳ھ/۱۷۵۹ء۔ ۱۲۲۱ھ/۱۸۰۶ء) تک کے شعراء کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اسٹوری (۳۰) اور بانکی پور فہرست (۳۱) میں ۱۳۳ شعراء، تذکرہ نویسی فاری در ہند و پاکستان (۳۲) میں ۱۳۷ شعراء، عقد ثریا (محمد کاظم کہدویی میں ۱۴۹ شعراء اور عقد ثریا ترتیب ڈاکٹر شہاب ثاقب نے ۱۵۲ شعراء کا ذکر کیا ہے۔

مصحفی نے عقد ثریا کے مقدمہ میں حمد و نعت و منقبت کے بعد لکھا ہے کہ انہوں نے یہ تذکرہ مرزا محمد قتیل کے اشارے پر لکھا جس کی وضاحت انہوں نے تذکرہ کے دیباچہ میں ان الفاظ میں کی ہے:

Scanned with CamScanner

"مرزا محمد حسن قتیل ... در ایامی که مجلس مشاعره به فقیر خانه زینت انعقاد داشت، از ساحت لشکر نواب ذوالفقار الدوله بهادر، در شاهجهان آباد گذر افگنده.. چون مرزای مزبور خیلی سیاحت کرده و در مجلس وضیع و شریف رسیده، نظم و نثر از اشعار و احوال معاصرین جسته جسته بر بیاض خاطر خود منقوش داشت. روزی آن همه رطب و یابس را به نظر قبول من زیبا نموده فسون تالیف تذکرهٔ معاصرین بگوشم دمیده اسامی چند از آنها بقلم تحریر من درآورد و مسودهٔ احوال بعضی را بر بیاض مختصری بدست من نویسانیده و یاد آوردن دوستان و یاران بیادم داد. از آنجا که من آوارهٔ بیابان عشق و سخن، همیشه در جمع ساختن خمسهٔ حواس خمسه چون خمسهٔ متحیره حیران کار خویش بودم، از پیش آمدن این مهم عظیم که در نظر اولی بیش از بازی طفلان نمی نمود، هرگز بخواب فراغت نمی غنودم، چون معلوم من گردید که از آخر این بلا به گردن من بسته شد، در ایام دوری آن آشنای صادق و یار موافق بسر انجام این امر خطیر، شب ها چون شمع می سوختم و تن تنها قدم در بادیهٔ تردد و تلاش اشعار و احوال سخن سنجان عهد فردوس آرامگاه معاصرین خویش یعنی عهد شاه عالم بهادر شاه غازی خلد الله ملکه و

سلطانه، مسودهٔ سرگذشت ہر یک را از زنده و مرده بر پارهٔ کاغذ می نگاشتم۔ ''(۳۳)

مصحفی نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ تذکرہ ۱۱۹۹ھ/۱۸۷۵ء میں مکمل ہوا۔

''در یکصد و نود و نه این تذکره عجیبه --- اختتام پذیرفته۔ ''(۳۴)

مؤلف نے قطعہ تاریخ درج کی ہے:

از صنع دستکاری معمار طبع من
با صد هزار صورت رنگین و خوشنما
این روضه شد چو ساخته چوں روضهٔ بهشت
تاریخ یافت خامه 'زهی باغ با صفا' (۳۵)

مصحفی نے اس تذکرہ کو ایک بیاض کی شکل بھی دی ہے۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں:

''این تذکرهٔ عجیبه که گویا فی الحقیقت بیاض است۔ ''(۳۶)

اس کے بعد انہوں نے ایک رباعی بھی نقل کی ہے:

این تذکره کش بهار چندین سال است
آئینه رونمای صد تمثال است
این تذکره را مگیر کم هم ز بیاض
زیرا که درو شسته و صاف احوال است (۳۷)

مؤلف نے قائم چاندپوری کے احوال میں لکھا ہے کہ ''این تذکره را ماهیت بیاض هم است۔ ''(۳۸) تذکرہ کے اختتام پر مولوی فخرالدین اور میر محمد حسین

لندنی کا ایک ایک شعر درج کیا ہے اور لکھا ہے: ''بطور بیاض تحریر آمد''(۳۹)

قلمی نسخے: اسٹوری کے مطابق عقد ثریا کے قلمی نسخے بانکی پور اور برٹش میوزیم میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر شہاب ثاقب نے خدا بخش پبلک لائبریری پٹنہ، رضا لائبریری رامپور اور ذخیرہ منیر عالم مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ کے قلمی نسخوں کا بھی ذکر کیا ہے۔

مطبوعہ نسخے: یہ تذکرہ پہلی بار مولوی عبدالحق نے مرتب کر کے انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن سے ۱۹۳۴ء میں شائع کرایا جو کہ خدا بخش لائبریری پٹنہ کے مخطوطے پر مبنی ہے جس میں ۱۵۲ اشعراء میں سے صرف چند شعراء کے چند اشعار متن میں شامل کئے گئے ہیں اور باقی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ تذکرہ کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۸ء میں انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی سے سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو پاکستان نمبر ۴۰۲ کے تحت شائع ہوا۔ مرتب کی حیثیت سے اس پر مولوی عبدالحق کا نام بھی درج ہے لیکن اشاعت کی ترتیب افسر صدیقی امروہوی نے انجام دی۔ تذکرہ کا متن مع حواشی ۱۱۲ اصفحات پر مشتمل ہے۔ اس مطبوعہ میں شعراء کے کلام کا کچھ نمونہ حواشی میں دیا گیا ہے۔

عقد ثریا کا ملخص اردو ترجمہ سید شاہ عطاالرحمٰن عطا کاکوئی نے کیا جو کہ 'تلخیص عقد ثریا مشتمل بر تراجم شعرائے ریختہ گو' کے نام سے عظیم الشان بکڈپو، سلطان گنج، پٹنہ سے ۱۹۶۸ء میں شائع ہوا۔ اس میں عقد ثریا کے ۱۵۲ اشعراء میں سے ۴۴ ایسے شعراء کا ذکر ہے جنہوں نے اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کہے۔

عقد ثریا کا اردو ترجمہ ڈاکٹر احمد نسیم صدیقی اور ڈاکٹر تقی علی عابدی نے لکھنؤ سے ۲۰۰۲ء میں شائع کرایا۔ یہ ترجمہ مولوی عبدالحق کے مطبوعہ نسخے کا ترجمہ ہے اور اس میں مولوی عبدالحق کا مقدمہ بھی شامل ہے۔ افغانستان کے مولوی خستہ نے مولوی عبدالحق کے مرتب کردہ عقد ثریا پر مبنی متن استاد حسین نایل کے مقدمہ کے ساتھ اکادمی علوم افغانستان (کابل) سے مجلہ خراسان شمارہ دوازدہم کے ضمیمہ کے طور پر ۱۳۶۲ خورشیدی /۱۹۸۳ء میں شائع کروایا۔

اسی نسخہ کو ڈاکٹر محمد کاظم کہدویی نے مرتب کر کے ۱۳۸۸ خورشیدی/ ۲۰۰۷ء میں انتشارات بخشایش، قم، ایران سے شائع کرایا۔ حال ہی میں ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب نے عقد ثریا کا مکمل متن مع مقدمہ و حواشی مسلم ایجوکیشنل پریس، علی گڑھ سے فروری ۲۰۱۲ء میں شائع کیا ہے۔ یہ مطبوعہ قلمی نسخوں اور مطبوعہ نسخوں پر مبنی ہے۔ ضمیمہ 'الف' میں عقد ثریا میں درج ان شعراء کے احوال شامل کئے گئے ہیں جن کے احوال تذکرہ ہندی اور ریاض الفصحا میں بھی شامل ہیں۔ ان شعراء کی تعداد ۲۵ ہے۔ ضمیمہ 'ب' میں عقد ثریا میں درج دولسانی یعنی فارسی اور اردو شعرا کی فہرست دی گئی ہے؛ جن کی تعداد ۴۴ ہے۔

تذکرہ میں شعرا کا ذکر حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے لیکن کہیں کہیں یہ ترتیب منتشر بھی ہوگئی ہے۔ اس میں تین قسم کے شعراء کا ذکر ہے۔ اول وہ ایرانی شعراء جو ایران سے ہندوستان کبھی نہیں آئے مثلاً آذر بیگدلی، مرزا اشرف مشرب یکامری، میرزا جعفر راہب اصفہانی، رفیق اصفہانی، سید محمد شعلہ اصفہانی، صفائی قمی، صہبائی قمی، طوفان ہزار جریبی، مرزا عبدالباقی طبیب اصفہانی، مرزا محمد عاشق اصفہانی، میر سید علی

Scanned with CamScanner

مشتاق اصفہانی، حاجی سلیمان صباحی بیگدلی، مرزا ابوالقاسم ہجری تفرشی وغیرہ۔ دوم وہ ایرانی شعراء جو ہندوستان آئے، سوم ہندوستانی فارسی گوشعراء۔

مصحفی نے تیرہ غیر مسلم شعراء کا ذکر کیا ہے جن کے نام یہ ہیں: موہن لعل انیسؔ، مکھن لعل بہجتؔ، رائے جسونت سنگھ پروانہؔ، ذوقی رام حسرتؔ، رائے سرب سکھ دیوانہؔ، پنڈت گوبند رام زیرکؔ، لالہ ٹیکا رام ظفرؔ، کنور پریم کشور فراقیؔ، پنڈت بدھادھر فصیحؔ، آنند رام مخلصؔ، بھورا سنگھ مشربؔ، کرپا دیال عرف کنور سین مضطرؔ، والیؔ۔

ماخذ: شعراء کے حالات اور اشعار کے انتخاب میں مصحفی نے بطور ماخذ والہ داغستانی، حاکم لاہوری اور غلام علی آزاد بلگرامی کے تذکروں کا حوالہ دیا ہے۔ شاعر آصفؔ، حشمتؔ، ذکاؔ، حاکمؔ اور صمصامؔ کے حالات میں 'خزانہ عامرہ' کا ذکر کیا ہے اور شاعر انجامؔ، ثباتؔ، مظہر جانجاناں کے سوانح میں 'ریاض الشعراء' کا حوالہ دیا ہے۔

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ یہ تذکرہ ۱۱۹۹ھ میں مکمل ہوا لیکن شعراء کے سوانحی حالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ۱۱۹۹ھ کے بعد بھی اضافے کئے گئے ہیں۔ مثلاً بندہ علی باسطیؔ کے احوال میں لکھتے ہیں: ''در یکہزار و یك صد و نود و نہ ہجری بہ جوار رحمت الٰہی پیوستہ۔'' (۴۰) اس لحاظ سے ان کا حال ۱۱۹۹ھ کے بعد لکھا گیا۔

پنڈت بدھادھر فصیحؔ کے حال بیان کرتے وقت لکھتے ہیں:

''اسمش حسب الالتماس در سنہ یکہزار و دو صد و دوازدہ ہجری داخل تذکرہ کردہ باشد۔'' (۴۱) جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فصیحؔ کا حال ۱۲۱۲ھ میں تذکرہ میں شامل کیا گیا۔

Scanned with CamScanner

مصحفی نے اگرچہ معتبر ذرائع و مآخذ کی مدد سے شعراء کے حالات لکھے ہیں پھر بھی تذکرہ میں بعض حقائق کی غلطیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً:

مصحفی نے میر عظمت اللہ بیخبرؔ کا سال وفات ۱۱۰۲ھ (۴۲) (یک ہزار و یکصد و دو) درج کیا ہے جب کہ سفینۂ خوشگو (۴۳) اور سفینۂ ہندی (۴۴) میں ۱۱۴۲ھ درج ہے۔

اسی طرح بیدل کا سال وفات ۱۱۴۳ھ (۴۵) (یک ہزار و یکصد و چہل و سہ) لکھا ہے لیکن سفینۂ ہندی (۴۶) اور ریاض الشعراء (۴۷) میں ۱۱۳۳ھ درج ہے۔

ان باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے دیکھا جائے تو مصحفی نے شعراء کے سوانحی حالات کے بیان میں یا کلام پر رائے دینے میں کسی رعایت سے کام نہ لے کر دیانت داری کا ثبوت کیا ہے۔ مصحفی نے ظہورالدین حاتمؔ اور مرزا مظہر جانجاں کی تاریخ وفات بھی کہی ہے۔

مصحفی نے تذکرہ میں کچھ شعراء کے احوال تفصیل سے بیان کئے ہیں جب کہ کئی شعراء کے احوال میں اختصار سے کام لیا ہے اور کہیں کہیں صرف ایک دو جملوں پر اکتفا کیا ہے اور ایسے شعراء کا بھی ذکر کیا ہے جن کا اس کو سوائے تخلص کے نام بھی نہیں معلوم تھا۔ ذیل میں ایسے کچھ شعراء کا ذکر کیا جا رہا ہے جن کے بارے میں مصحفی نے انتہائی اختصار سے کام لیا ہے:

ذہینؔ: حسن علی خان ذہینؔ، برادر خرد محمد برہان علی خان رہین۔ (۴۸)

سوزؔ: میر سوز، شاعر ریختہ گو است۔ (۴۹)

Scanned with CamScanner

سرور: سرور صفاہانی، اسمش به سمع نرسیده۔ (۵۰)

صبوح: صبوح اصفہانی، مرزا محمد علی نام دارد۔(۵۱)

ضیا: پیر مردی بود۔ ہمراہ قاسم علی خان ناظم بنگالہ بسر می برد۔ (۵۲)

مرزا محیط: مردم ایرانست۔ اسمش معلوم نیست۔ یک شعر خوب ہم ازو به سمع رسیدہ۔ (۵۳)

نیازی: نیازی تخلص، احمد مرزا صفویست(۵۴)

وفا: وزیرزادۂ تبریز۔ (۵۵)

مصحفی نے شعراء کے کلام پر اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے اور ان کی شاعری کی خصوصیات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثلاً:

شاہ محمد توفیق کشمیری کے بارے میں لکھتے ہیں: ''در معنی بندی و تلاش مضمون تازہ چنانکہ از قدیم طور اہل کشمیر است، نظیر نداشت و در مثنوی و قصاید و غزل وغیرہ بطور خود یگانۂ روزگار است۔''(۵۶)

آقا حسین رفیق کے متعلق لکھتے ہیں:

''در صفائی کلام خیلی داد شستہ گوئی می داد۔''(۵۷)

پنڈت گوبند رام زیرک کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''شعر را بطور اہل خطہ بہ صفائی تمام می گفت۔''(۵۸)

مرزا خان بیگ سامی کے بارے میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

سرور: سرور صفاہانی، اسمش به سمع نرسیده۔ (۵۰)

صبوح: صبوح اصفہانی، مرزا محمد علی نام دارد۔(۵۱)

ضیا: پیر مردی بود۔ ہمراہ قاسم علی خان ناظم بنگالہ بسر می برد۔ (۵۲)

مرزا محیط: مردم ایرانست۔ اسمش معلوم نیست۔ یك شعر خوب ہم ازو به سمع رسیده۔ (۵۳)

نیازی: نیازی تخلص، احمد مرزا صفویست۔(۵۴)

وفا: وزیر زادۂ تبریز۔ (۵۵)

مصحفی نے شعراء کے کلام پر اپنی رائے کا بھی اظہار کیا ہے اور ان کی شاعری کی خصوصیات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ مثلاً:

شاہ محمد توفیق کشمیری کے بارے میں لکھتے ہیں: ''در معنی بندی و تلاش مضمون تازه چنانکه از قدیم طور اهل کشمیر است، نظیر نداشت و در مثنوی و قصاید و غزل وغیره بطور خود یگانۂ روزگار است۔''(۵۶)

آقا حسین رفیق کے متعلق لکھتے ہیں:

''در صفائی کلام خیلی داد شسته گوئی می داد۔''(۵۷)

پنڈت گوبند رام زیرک کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

''شعر را بطور اهل خطه به صفائی تمام می گفت۔''(۵۸)

مرزا خان بیگ سامی کے بارے میں لکھتے ہیں

”در قصاید و غزل و شاہنامه بطور خود استاد است و در تاریخ گویی بی نظیر۔ “(۵۹)

مرزا محمد رفیع سوداؔ کے لئے لکھتے ہیں:

”ذکاوت و روانی طبعش از کلامش پیدا است۔ در زبان ریخته علم یکتائی بر افراشته... قصاید غرا در جواب بعضی قصاید عرفیؔ تصنیف نموده و ماسوای این، در گفتن ہجوہا قدرت شاعری خود را نموده۔ “(۶۰)

مرزا محمد حسن قتیل کے بارے میں لکھا ہے:

”شعر عاشقانه را بسیار به صفا می گوید۔ “(۶۱)

محمد تقی میر کے بارے میں رقمطراز ہیں:

”در فن شعر ریخته مرد صاحب کمال است که مثل او از خاک ہند دیگری سر بر نیاورده ... شعر ہندی را نسبت بدیگر شعرای ریخته گویان به پاکیزگی و صفا گفته که فارسی گویان را از رشك ریخته اش خون در دل افتاده بلکه اکثر اشخاص موزوں طبع که ریخته اش شنیده و مزهٔ این زبان از زبان او دریافت کرده، فارسی گوئی را بر طاق بلند گذاشتند و توجه بر ریخته ریخته اند ... و از بسکه از ابتدای سخن گفتن نام بر ریخته گوئی بر آورده دعوای شعر فارسی چندان ندارد اگرچه فارسی هم کم از ریخته نمی گوید۔ “(۶۲)

Scanned with CamScanner

مرزا مظہر جانجان کی تعریف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"از بسکه ابتداً شعور عشق در طینتش مضمر بود، اکثر شعر عاشقانه از کلك خیالش تراوید که آن را به نالۂ موزون عاشقانه تعبیر کرده۔"(۶۳)

علی قلی خان والہ داغستانی کے بارے میں کہتے ہیں:

"در فصاحت و بلاغت شعر ید بیضا داشت۔"(۶۴)

ان تمام مثالوں سے بیشتر شعراء ایسے ہیں جن سے مؤلف براہ راست واقف تھا، ان سے ملاقات کی اور ان میں سے کئی شعراء اس کے اچھے دوست بھی تھے۔ مثلاً موہن لعل انیسؔ، مرزا محمد بہارؔ، ذوقی رام حسرتؔ، مرزا خان بیگ سامیؔ، شیخ نظام الدین احمد صانعؔ بلگرامی، مرزا محمد حسن قتیلؔ وغیرہ۔ لہٰذا ان سے متعلق مصحفی کا بیان معتبر قرار دیا جاسکتا ہے اور ان کے احوال زندگی سے نہ صرف مؤلف بلکہ اس دور کے حالات کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حواشی:

ا۔ بحوالہ عقد ثریا، ترتیب ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب، ص۲۔ مصحفی نے کہیں بھی اپنی تاریخ پیدائش کا ذکر نہیں کیا ہے۔ لیکن تذکرہ ریاض الفصحا میں اپنے حالات کے آخر میں لکھتے ہیں کہ اس وقت میری عمر اسی (۸۰) برس کی ہے۔ یہ تذکرہ ۱۲۲۱ھ میں شروع ہوا اور ۱۲۳۶ھ میں مکمل ہوا۔ اس حساب سے ان کی پیدائش ۱۱۴۱ھ اور ۱۱۵۶ھ کے درمیان واقع ہوئی۔ ریاض الفصحا، ص۳۰۲۔

۲۔ تذکرہ شعرائے اردو، ص۷۶ ا

۳۔ تذکرہ ہندی، ص۲۵۵

۴۔ ایضاً، ص۱۱۸

۵۔ ریاض الفصحا، ص۳۰۱

۶۔ ایضاً، ص۳۵۳

۷۔ تذکرہ شعرائے اردو، ص۱۷۶

۸۔ تذکرہ ہندی، ص۲۵۶

۹۔ ایضاً، ص۱۶۵

۱۰۔ ایضاً، ص۲۲۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۶۸

۱۲۔ ایضاً، ص۲۶۹

۱۳۔ ایضاً، ص۲۷۸

۱۴۔ عقد ثریا، ترتیب شہاب الدین، ص۱۴۸

۱۵۔ تذکرہ ہندی، ص۱۴۹

۱۶۔ ایضاً، ص۱۲۶

۱۷۔ ریاض الفصحا، ص۳۰۲

Scanned with CamScanner

۱۸۔ تذکرہ گل رعنا، ص۲۳۱

۱۹۔ تذکرہ نتائج الافکار، ص۲۰۰

۲۰۔ تذکرہ شمع انجمن، ص۲۶۲

۲۱۔آب حیات، ص۲۹۷

۲۲۔ تذکرہ گلشن بیخار، ص۱۷۶

۲۳۔ بحوالہ عقد ثریا، ڈاکٹر شہاب ثاقب، ص۱۰

۲۴۔ آب حیات، ص۲۹۶

۲۵۔ تذکرہ ہندی، ص۲۵۶

۲۶۔ ریاض الفصحا، ص۳۰۱۔۳۰۰

۲۷۔ تذکرہ گلشن بیخار، ص۱۷۷

۲۸۔ طبقات شعرائے ہند، ص۲۵۰

۲۹۔ آب حیات، ص۲۹۷

۳۰۔ Persian Literature: A bio- bibliographical survey, vol II, page, 87 6

۳۱۔ Catalogue of Persian manuscripts for the oriental public library at Bankipore, vol. VIII, page 149-150

۳۲۔ تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، ص۴۶۶

۳۳۔ عقد ثریا، ڈاکٹر شہاب ثاقب، ص۱۲۳۔۱۲۲

۳۴۔ ایضاً، ص۱۲۳

۳۵۔ ایضاً، ص۱۲۴

۳۶۔ ایضاً، ص۱۲۳

Scanned with CamScanner

۳۷۔ ایضاً، ص۱۲۴

۳۸۔ ایضاً، ص۲۳۶

۳۹۔ ایضاً، ص۲۹۶

۴۰۔ ایضاً، ص۱۵۲

۴۱۔ ایضاً، ص۲۳۲

۴۲۔ ایضاً، ص۱۴۵

۴۳۔ سفینۂ خوشگو، ص۱۷۳

۴۴۔ سفینۂ ہندی، ص۳۱

۴۵۔ عقد ثریا، ص۱۵۸

۴۶، سفینۂ ہندی، ص۲۹

۴۷۔ ریاض الشعراء، ص۱۳۳

۴۸۔ عقد ثریا، ص۱۹۵

۴۹۔ ایضاً، ص۲۰۷

۵۰۔ ایضاً، ص۲۰۸

۵۱۔ ایضاً، ص۲۱۵

۵۲۔ ایضاً، ص۲۱۹

۵۳۔ ایضاً، ص۲۴۱

۵۴۔ایضاً، ص۲۷۹

۵۵۔ ایضاً، ص۲۸۶

۵۶۔ ایضاً، ص۱۶۴۔۱۶۳

۵۷۔ ایضاً، ص۱۹۷۔۱۹۶

Scanned with CamScanner

۵۸۔ ایضاً، ص۲۰۱

۵۹۔ ایضاً

۶۰۔ ایضاً، ص۲۰۶

۶۱۔ ایضاً، ص۲۳۳

۶۲۔ ایضاً، ص۲۵۸۔۲۵۷

۶۳۔ ایضاً، ص۲۶۵

۶۴۔ ایضاً، ص۲۹۰

منابع:۔

۱۔آب حیات، شمس العلماء، مولانا محمد حسین آزاد، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ، چھٹا ایڈیشن، ۲۰۰۳ء

۲۔ تاریخ ادب اردو، رام بابو سکسینہ، مطبع نولکشور، لکھنؤ۔

۳۔ تاریخ تذکرہ ھای فارسی، محمد گلچین معانی، انتشارات کتابخانۂ سنائی، ۱۳۶۳ھ ش

۴۔ تذکرہ ریاض الفصحا، غلام ہمدانی مصحفی، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ۱۹۸۳ء

۵۔تذکرہ شعرائے اردو موسوم بہ گلِ رعنا، مولوی حکیم سید عبدالحئی، دارالمصنفین شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، سلسلۂ دارالمصنفین، نمبر۳۳

۶۔ تذکرہ شعرائے اردو، میر حسن، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنو، ۱۹۸۵ء

۷۔تذکرہ شعرائے ہندی، میر حسن (نسخۂ حیدری) مقدمہ وترتیب ڈاکٹر اکبر حیدری کشمیری، اردو پبلشرز، نظیر آباد، لکھنؤ، ۱۹۷۹ء

۸۔تذکرہ شمع انجمن، سید محمد صدیق حسن خان بہادر، تصحیح وتعلیقات دکتر محمد کاظم کہد ویی، مرکز

Scanned with CamScanner

انتشارات دانشگاه یزد، ۱۳۸۵ھ ش

۹۔ تذکرہ فارسی گو شعرای اردو، عبدالرؤف عروج، انجمن پریس، کراچی، ۱۹۷۱ء

۱۰۔ تذکرہ گلشن ہند، مرزا علی لطف، قومی کاؤنسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، بہ اشتراک اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۲۰۰۵ء

۱۱۔ تذکرہ نتائج الافکار، محمد قدرت اللہ گوپاموی، چاپخانۂ سلطانی، بمبئی، ۱۹۳۶ء

۱۲۔ تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان، دکتر سید علی رضا نقوی، مؤسسہ مطبوعاتی علمی، چاپ علی اکبر علمی، تہران، ۱۳۴۷ھ ش

۱۳۔ تذکرہ ہندی، غلام ہمدانی مصحفی، اتر پردیش اردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۵ء

۱۴۔ ریاض الشعراء، علی قلی خان والہ داغستانی، مقدمہ و تصحیح و ترتیب پروفیسر شریف حسین قاسمی، کتابخانہ رامپور، اتر پردیش، ۲۰۰۱ء

۱۵۔ سفینۂ خوشگو، بندرا بن داس خوشگو، مرتبہ سید شاہ محمد عطاء الرحمٰن عطا کاکوی، ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی، پٹنہ، ۱۹۵۹ء

۱۶۔ سفینۂ ہندی، بھگوان داس ہندی، مرتبہ سید شاہ محمد عطاء الرحمٰن عطا کاکوی، ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی، پٹنہ، ۱۹۵۸ء

۱۷۔ شعرائے اردو کے تذکرے، نکات الشعرا سے گلشن بیخار تک، حنیف نقوی، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۱۹۹۸ء

۱۸۔ طبقات شعرائے ہند، کریم الدین، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۱۹۳۸ء

۱۹۔ عقد ثریا، غلام ہمدانی مصحفی، ویراستہ، مقدمہ، تعلیقات دکتر کاظم کہدویی، عضو ہیأت علمی، دانشگاہ یزد، ۱۳۸۸ھ ش

۲۰۔ عقد ثریا (اردو ترجمہ)، غلام ہمدانی مصحفی، مترجمین و ناشرین ڈاکٹر احمد نسیم صدیقی، ڈاکٹر تقی علی عابدی، لکھنؤ، ۲۰۰۲ء

Scanned with CamScanner

۲۱۔عقد ثریا، غلام ہمدانی مصحفی، ترتیب ڈاکٹر شہاب الدین ثاقب، مسلم ایجوکیشنل پریس، علی گڑھ، ۲۰۱۲ء

۲۲۔ گلشن بیخار، مصطفیٰ خان شیفتہ، مطبع نولکشور، عکسی ایڈیشن، اتر پردیش اردو اکیڈمی، لکھنؤ، ۱۹۸۲ء

۲۳۔مجموعہ نغز، حکیم ابوالقاسم میر قدرت اللہ متخلص بہ قاسم، مرتبہ محمود شیرانی، ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۳ء

۲۴۔ مصحفی اور ان کے اہم معاصرین، قاضی عبدالودود، خدا بخش اوریئنٹل پبلک لائبریری، پٹنہ، ۱۹۹۵ء

۲۵۔معارف، مرتبہ سید سلیمان ندوی، مطبوعہ معارف پریس، اعظم گڑھ، ج ۴۰، ماہ جمادی الاولی ۱۳۵۶ھ/اگست ۱۹۳۷ء

۲۶۔ A History of Indo-Persian Literature, Sharif Husain Qasemi, Department of Persian, university of Delhi, 2005

۲۷۔ Catalogue of Persian and Arabic manuscripts for the Oriental Public Library at Bankipore. volVIII

۲۸۔ Persian Literature: A Bio-Bibliographical Survey by C.A.Storey, vol.II, Luzac&Company Ltd., London, 1972

Scanned with CamScanner